



چائے پروجیکٹ

ڈینیل بی ہابر

اسٹار بکس کے مالی تعاون
نے ہندوستانی چائے مزدوروں
کو ایک حوصلہ دیا ہے۔

پُسم ہنگا فی اسٹیٹ دار جنگ
اُن جگہوں میں ہے جسے چائے پروجیکٹ
کے ذریعہ تعاون دیا گیا ہے۔



دارجلنگ

میں قائم چائے پروجیکٹ کے مینجر ڈاکٹر نیجے گرونگ بتاتے ہیں ”چائے روح کی مانند ہے یعنی جو ہر اصلی، اور مٹی کی پیالی جسم کی طرح ہے۔ وہ یاد کرتے ہیں کس طرح ان کے امریکی چاہنے والے، انٹارکس کے تقریباً تین ہزار مینجر کیسے سکور و تھیرہ گئے تھے جب انہوں نے اپنی بات کو سمجھانے کے لیے ہندوستانی ٹریڈوں میں ایک بار استعمال ہونے والے ماحول دوست مٹی کے کوزوں کو بطور مثال پیش کیا اور چائے کی پیالی اور انسانی جسم کے درمیان کی مماثلت بیان کی۔

یہ کچھ عجیب سی بات معلوم ہوتی ہے کہ ایک ہندوستانی، امریکیوں کے سامنے چائے کے موضوع پر اظہار خیال کرے جو کافی پیتے ہیں یا کافی کے سب سے بڑے ریٹیلر یعنی انٹارکس کے مینجروں کے سامنے۔ لیکن سیکل، واشنگٹن میں واقع ایک کافی کمپنی کے زیر انتظام چائے کی بھی ایک کمپنی ہے جو تازو ٹی (Tazo Tea) کہلاتی ہے۔ تازو اور ٹیکن کے پورٹ لینڈ میں واقع ہے اور اس نے پورٹ لینڈ میں ہی قائم ایک دوسری تنظیم ہری کارپوریشن کے ساتھ چائے پروجیکٹ کے لیے اشتراک کیا ہے۔

تازو امریکہ میں دارجلنگ چائے کی روایتی خریدار کمپنی ہے، اس نے اپنے شرکا کو اس بات پر آمادہ کیا کہ تقریباً اڑھائی لاکھ امریکی ڈالر کی رقم دارجلنگ کے چائے پیدا کرنے والے علاقوں میں لوگوں کی ترقی و بہبود کے لیے اکٹھا کریں جس سے کہ ۲۴ مختلف نسلی گروہوں کے گیارہ ہزار لوگوں کی زندگیوں میں سدھار آئے۔ اس سال یہ کمپنی اپنے پروجیکٹ کو چائے پیدا کرنے والے ایک علاقے آسام تک وسعت دینے جارہی ہے۔ ہری کارپوریشن جو اس پروجیکٹ کو چلا رہا ہے، ایشیا کے قدرتی آفات کے شکار علاقوں میں اپنے ریلیف ورک کی وجہ سے کافی معروف ہے۔ اب اس نے اپنی سرگرمیوں کو ترقیاتی کاموں کے لیے امداد کی طرف موڑ دیا ہے۔

دارجلنگ اور آسام میں پیدا ہونے والی بہترین چائے کی چمکیاں لیتے وقت شاید ہی کسی کو احساس ہوتا ہو کہ چائے کے باغات میں کام کرنے والے زیادہ تر مزدور، جو کہ مشہور روپتیوں اور ایک کچی (جن سے چائے بنتی ہے) توڑتے ہیں، سماج کے حاشیے پر انتہائی مفلسی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔

۱۸۰۰ میں جب برطانوی استعمار پسندوں نے دارجلنگ کی پہاڑیوں پر چائے کی کھیتی کو متعارف کرایا تو اس وقت یہ علاقہ بہت ہی کم آباد تھا اور یہاں پر کام کرنے کے لیے پڑوسی ملک نیپال سے نقل مکانی کرنے والے

مزدوروں کو آباد کیا گیا۔ آج کے دن، نسلی نیپالی، دارجلنگ ہلس کی آبادی کا سب سے بڑا حصہ ہیں جو مغربی بنگال کے شمالی علاقے میں ایک نیم خود مختار خطہ ہے اور جس کا انتظام دارجلنگ گورنمنٹ کنسل کرتی ہے۔ سکم اور مغربی بنگال کے شمالی علاقے میں سب سے زیادہ استعمال ہونے والی زبان نیپالی ہے۔

گوکہ چائے پروجیکٹ کو بنیادی طور پر دارجلنگ کے چائے مزدوروں کے لیے شروع کیا گیا تھا، لیکن اندازوں نے یہ بتایا کہ بعض ماحقہ گاؤں کو بھی مدد کی ضرورت ہے۔ دارجلنگ کے علاقے میں جن ۲۴ گاؤں کو چائے پروجیکٹ میں شامل کیا گیا ہے ان میں سے دس کا تعلق چائے کے باغات میں کام کرنے والوں سے ہے، آٹھ گاؤں زراعت پیشہ لوگوں کے ہیں اور چھ بستیاں جنگلوں میں رہنے والوں کی ہیں۔ اس پروجیکٹ کے شرکا، اوپن انی شیمپلو میں حصہ لیتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ خود انہیں کو یہ فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ کس طرح کی ترقی ان کے لیے سب سے زیادہ اہم ہے۔ گورنگ اس کی وضاحت یوں کرتے ہیں ”یعنی اس کا تعلق سڑک، پانی کے نظام اور بائیو گیس سے ہو سکتا ہے۔“

نومبر کے ایک خوشگوار چمکیلے دن گورنگ مجھے دور دراز کی بستوں میں سے ایک کی زیارت کے لیے لے

گئے جو پارمن ٹی کے نام سے مشہور ہے، جہاں چائے کا ایک کامیاب پروجیکٹ چل رہا ہے۔ دارجلنگ ہمالین ریلوے کے مشہور تاسیلا پ، جو ایک عالمی تاریخی ورثہ ہے، کے سامنے ایک کینے میں ناشہ کرنے کے بعد ہم نے پچ در پچ راستوں پر دو گھنٹے کا جیپ کا سفر کیا۔ دنیا میں دوسرے سب سے زیادہ اونچائی پر واقع ریلوے اسٹیشن گھوم (۲۵۵۰ میٹر بلندی) سے ہم سفر کرتے ہوئے زمردی مچھے سے گزرتے ہیں جہاں سکندہ ٹی اسٹیٹ ہے جس کے چائے کے پودے تراشیدہ جھاڑی کی طرح اگتے ہیں۔ اس اسٹیٹ کے نیچے کا حصہ ایسا لگتا جیسے زمانہ قبل تاریخ کی وادیاں اور گھانیاں ہوں۔

سموٹنگ ٹی اسٹیٹ کی چٹپٹے کے بعد ہم ایک سابق باغبان کے بنگلے میں رکے جہاں بعد میں ہمیں دوپہر کا کھانا کھانا تھا۔ پچ در پچ راستوں پر چلنے کی وجہ سے کار کے سفر سے طبیعت متنقہ تھی مگر تبھر تازہ ادراک کھانے سے ہمیں اتنی توانائی ملی کہ جنگلوں کے درمیان سے ۳۵ منٹ کا سفر کر سکیں۔

حیرت انگیز طور پر ہم نے لکڑیوں کے درمیان چھپے ہوئے سنترے کے درختوں کے چمکندہ دیکھے۔ ہم ایسی عورتوں کے پاس سے گزرے جو اپنی پشت پر دس دس ستروں کے ٹوکڑے اٹھائے سطح زمین کے بازروں کی طرف رواں دواں تھیں، جو دارجلنگ کی چائے بستوں کا دوسرا ذریعہ آمدنی ہے۔

ڈاکٹر گورنگ بتاتے ہیں کہ برطانوی لوگوں کے ذریعے دارجلنگ میں چائے کی پیداوار شروع کیے جانے سے پہلے دارجلنگ ایسا ہی لگتا تھا۔ جیسے ہی ہم پارمن ٹی گاؤں کے قریب پہنچے ہماری ملاقات گاؤں کے پردھان، ۶۵ سالہ پدم بہادر منگر سے ہوئی جو منڈل دا جو کے نام سے مشہور ہیں۔ وہ اپنے معاون ۲۳ سالہ سائتا کمار تھاپا کے ساتھ نیچے ہستی تک جانے والے پانی کے ایک پائپ کو درست کر رہے تھے۔ تقریباً ۲۰ خانداؤں پر مشتمل گاؤں کی طرف جاتے ہوئے تھاپا نے ہمیں متعدد درخت اور جھاڑیاں دکھائیں۔

ہم تھوڑی دیر کے لیے شہد فراہم کرنے والی شہد کھبیوں کے متعدد چھتوں کے پاس بھی رکے۔ اپنے خاندان کے چھ افراد میں سے ایک تھاپا کا اپنے گاؤں کو چھوڑنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ چند مہینے پہلے تک اس کے خاندان کی آمدنی پورے طور پر اس کے مرحوم والد کو ملنے والی پشپن کی رقم اور معمولی کھیتی باڑی پر منحصر تھی، جو ہندوستانی فوج کے ایک سبکدوش سپاہی تھے۔ تھاپا نے چائے پروجیکٹ کے آغاز میں ہی اس میں شمولیت اختیار کر لی اور اب اس کے ہاتھ کلب کے



دارجلنگ کے ڈیری گاؤں کی ایک کیرانا دکن جسے جات پروجیکٹ کے ذریعہ شروع کئے گئے خود امدادی ادارے سیلف ہیلمپ گروپ چلا نا ہے۔

سکرٹری کے طور پر کام کرتا ہے۔ جب ہم چائے پینے کے لیے اس کی چھوٹی میز پر بیٹھے، جو کہ مذہبی پوشروں اور کینڈروں سے آراستہ کی گئی تھی، ہم دیکھ سکتے تھے کہ مکھیوں کی دیکھ بھال سے متعلق کورس کی اس کی سرٹیفکیٹ سب سے نمایاں جگہ پر آویزاں تھی۔

بعد میں گورنگ نے گاؤں کے لوگوں سے وہاں سے ایک کمرے پر مشتمل اسکول میں ملاقات کی اور ان کے ساتھ بائیو گیس کی ایک یونٹ لگانے کے امکانات پر بات چیت کی، گاؤں کے زیادہ تر لوگوں کا احساس تھا کہ اس پروجیکٹ کو مکمل بنانے کے لیے ان کے پاس مطلوبہ مقدار میں گائے کا گوبر فراہم نہیں ہوگا۔

پارمن ٹی گاؤں سے واپسی سے قبل ہم نے دیکھا تھا چائے کے باغات کی ملاقات کی جو کہ اپنی عمر کی تیسری دہائی کے آغاز میں ہے اور ہستی کی سب سے نئی اور شاید سب سے کم عمر ہم جو تازہ ہے۔ چائے پتھر پروگرام کے تحت فراہم کردہ پانچ ہزار کے چھوٹے سے قرض کے ساتھ اس نے حال ہی میں ایک دکان کھولی ہے جہاں وہ نمک، مصالحے، چاول، کھانے کا تیل اور انڈے بیچتی ہے۔ وہ اپنا کاروبار اپنے شوہر پرکاش کی مدد سے چلاتی ہے اور روزانہ تقریباً دو سو روپے کماتی ہے جو کہ اس دہکی ہستی میں ایک

نیپالی کافی

امریکی پیالیوں میں



نیپال کے کافی پیدا کرنے والے ایک ضلع کاوڑے میں کافی کی کاشت کرنے والا ایک کسان۔

نیپال میں تقریباً دو سو امریکی ڈالر کا اضافہ ہو چکا ہے۔ وہ نیپال میں چائے اور کافی پیدا کرنے والے ان بارہ ہزار چھوٹے گھرانوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے اس اتحاد سے فائدہ اٹھایا ہے۔ ون راک انٹرنیشنل کے زرعی پروگرام کے جنوبی ایشیا میں کوارڈینیٹر لیوک اے۔ لاویو کہتے ہیں: ”دو سال کے اندر تقریباً چھ ہزار چھوٹے گھرانوں کو نئی پیداوار سے مستفید کرنے کا منصوبہ ہے۔ اور اگلے دس برس کے اندر ایک لاکھ زیادہ گھرانوں کو چائے اور کافی کا پروڈیوسر بنانے کے لیے اسٹیج پوری طرح تیار ہے۔ کولاویو کہتے ہیں: ”اس سے ایسے تجارتی بازاروں کی عمدہ مثال قائم ہوگی جس سے غریب اور چھوٹے کسانوں کو فائدہ پہنچتا ہے اور نیپال جیسے خطرے سے دوچار ملک کی بحران کے وقت مدد دہوتی ہے۔“ □

رینیل چین اشارکس کی سب سے بڑی سپلائر ہے۔ ۲۰۰۲ میں یو ایس ایڈ نے وزراک انٹرنیشنل جو امریکی ریاست آرکنساس میں قائم ترقی و بہبود کے لیے کام کرنے والا ایک غیر سرکاری گروپ ہے، نیپال ہائی لینڈ کافی پروڈکشن کمپنی، نیپال کافی پروڈیوسرز ایسوسی ایشن، اسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن آف امریکہ اور دیگر نیپالی تنظیموں کے ساتھ مل کر ایک اتحاد تشکیل دیا ہے۔ ان کا مقصد نیپال میں کافی صنعت کے اندر ماحولیاتی اور سماجی طور پر تحفظ، پسندانہ ترقی کے ذریعے روزگار کی فراہمی اور ملک سے ہجرتی کا خاتمہ ہے۔ ان کی حکمت عملی یہ ہے کہ ہر سطح پر پیداوار کی کوآپریٹو بڑھایا جائے: یعنی کسانوں کی پیداواری صلاحیت کو، دیہی علاقوں میں کافی کی تیاری کی ترکیب کو اور مارکیٹنگ کو۔ ان سے فائدہ اٹھانے والوں میں ۶۳ سالہ تھلمینینا جیسے کسان شامل ہیں، جو دیگر فصلوں کے ساتھ کافی کی فصل بھی اگاتے ہیں اور ان کی سالانہ آمدنی

دارجلنگ اپنی چائے کے لیے دنیا بھر میں شہرت رکھتا ہے تو اس کے پڑوس میں واقع نیپال اسی جیسی ایک اور فصل کافی کے فوائد سے مستفید ہو رہا ہے۔ تجارتی طور پر کافی کی پیداوار نیپال میں ۱۹۷۶ میں اس وقت شروع ہوئی جب جنوبی ہند سے عربیکا (عربی) کافی کو یہاں پیداوار کے لیے درآمد کیا گیا۔ فی الحال نیپال کے پہاڑی علاقے کے ۱۷ اضلاع میں کافی کی پیداوار ہوتی ہے۔

گرچہ نیپال میں کافی کی پیداوار طلب کے تناسب سے ابھی بہت کم ہے یعنی ۲۰۰۵ میں صرف ۶۵ ٹن کافی نیپال سے برآمد ہوئی ہے۔ نجی زمرے کی کمپنیاں جیسے ہائی لینڈ کافی پروڈکشن کمپنی لیڈنگ، ایورسٹ، پلانٹیک اینڈ گی کوآپریٹو وغیرہ تیار شدہ کپے کافی دانے امریکہ، جاپان اور بعض یورپی ملکوں کو برآمد کرتی ہیں۔ سال گذشتہ ہائی لینڈ کافی نے نیپال سے امریکی کافی کمپنی ہائی لینڈ کافی کو ۲۳ ٹن کافی برآمد کی، جو امریکی

چھوٹے سے کاروبار کے لیے کم نہیں ہے۔ وہ پر اعتماد ہے کہ وہ قرض کی رقم کو ایک سال کی مدت کے اندر ہی واپس کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔ رکھیا کے دکان کھولنے سے پہلے گاؤں والوں کو ماچس کی ایک ڈبیا خریدنے کے لیے بھی سبب تک نوے منٹ کا پیدل سفر کرنا پڑتا تھا۔ چونکہ کثیرالاولاد خاندان چائے باغات کی نوکری فراہم کرنے کی سکت سے تجاوز کر جاتے ہیں، اس لیے نوجوانوں کے لیے ملازمت کے حصول اور اپنی مہارتوں میں تنوع پیدا کرنے کے مواقع بہت کم ہوتے ہیں۔ پھر بھی وہ اپنی قوم کا مستقبل ہیں۔ ڈاکٹر گورجگ کہتے ہیں: ”ہم نے پایا کہ گاؤں کے نوجوانوں میں بے روزگاری بہت زیادہ ہے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ ان میں قائمہ صلاحیتوں کو پروان چڑھایا جائے اور کسی پیشہ ورانہ کام کے لیے ان کی تربیت کی جائے جو ان کی ہستی کے لیے مفید ہو اور آمدنی کا ذریعہ ہو۔ اس طرح انہیں زندگی میں ایک مفید رول کی تلاش میں اپنے گاؤں کو چھوڑنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ صرف پانچ ہزار روپے کے مالی تعاون سے نوجوان گروپوں نے تقریری مقابلوں، کھیلوں اور روایتی مواقع کو منانے کا منصوبہ بنایا، جس نے ان کے دو ہزار پڑوسیوں کو یکجا کر دیا ہے، ان میں سے بعض سرحد پار نیپال سے بھی آئے ہیں۔ یہ پروگرام بہت جلد گاؤں کو جوڑنے والی نیت و رنگ سرگرمی میں تبدیل ہو گیا اور اس کے نوجوان شرکاء نے ہمیں بتایا کہ ان کی عزت نفس میں اضافہ کے علاوہ ان میں خود کے اظہار کی صلاحیت اور ماحول کو بدلنے سے متعلق ان کے خیالات میں بہتری آئی ہے۔

آج کی تاریخ میں چائے پروڈیکٹ مارکیٹ کی ضرورت کے مطابق پیشہ ورانہ تربیت کے حصول، سوشلٹی بانی، شہد کے چھتے پالنے، الیکٹرانک اور دیگر کاروباروں کو شروع کرنے کے لیے تین سو سے زیادہ نوجوانوں کی مدد کر رہا ہے۔ تو روزم کی دو نوجوان عورتوں کی کہانی اسے نمایاں طور پر بیان کرتی

مصنف کے بارے میں: ڈیٹیل بی ہاؤس، کٹھمنڈو میں مقیم ایک آزاد قلم کار ہیں۔